جواب: ایسی تحریکیں اپنے مسلکی فکر کی نمائندگی کرتی ہیں اور ان سے عوامی سطح پر پائے جانے والے مذہبی جذبات ورجحانات کا اندازہ ہوتا ہے۔

2۔ پاکستان کی سیاست میں اس نئی مذہبی سیاسی قوت کی آمد کے معاشرتی اور سیاسی محرکات و وجوہات کیا ہیں؟

جواب: بریلوی مسلک کی پیروی پاکستانی عوام کی اکثریت کرتی ہے، تاہم کچھ عرصے سے مذہبی سیاست میں اس طبقے کی نمائندگی کوئی موثر شخصیت یا جماعت نہیں کر رہی۔ تحریک لبیک اسی احساس محرومی کا اظہار اور اس خلا کو پر کرنے کی کوشش ہے۔

3۔ ختم نبوت، توہین رسالت وغیرہ کے عنوان سے قائم مذہبی سیاسی جماعتیں اور ان کے شدت پسندی بیانیے کے حوالے سے ریاست کا کیا رسپانس ہونا چاہیے؟

جواب: ریاست کو آئین میں طے کردہ حدود کے مطابق ایسی تحریکوں کے جائز مطالبات کو وزن دینا چاہیے اور حدود سے متجاوز مطالبات کی، حکمت عملی اور فراست کے ساتھ مزاحمت کرنی چاہیے۔

4۔ مذکورہ بالا مقاصد کے تحت سیاسی میدان میں قدم رکھنے والی مذہبی سیاسی جماعت کس طرح آنے والے انتخابات کے ذریعے پاکستان کے سیاسی وسماجی ماحول پر اثر انداز ہو سکتی ہے؟

جواب: پاکستانی سیاست میں مذہبی جماعتوں کی حیثیت پریشر گروپس کی ہے جو مذہبی حساسیت رکھنے والے ایشوز میں تو ایک موثر کردار ادا کر سکتی ہیں، لیکن انتخابی سیاست کے عمومی نتائج پر کوئی خاص اثر مرتب نہیں کر سکتیں، الا یہ کہ وقتی حالات اور ماحول سے ایسی کوئی فضا بن جائے، جیسے نائن الیون کے بعد متحدہ مجلس عمل کو ملی۔

5۔ آپ دیوبندی سیاسی جماعتوں اور بریلوی مسلک کی نئی ابھرتی ہوئی جماعت جیسے تحریک لبیک یا رسول اللہ کے تقابل کے بارے میں کیا نقطہ نظر رکھتے ہیں؟

جواب: ان دونوں طبقوں کی constituencies الگ الگ ہیں، اس لیے میرے خیال میں بظاہر براہ راست ٹکراو کا کوئی خاص امکان نہیں۔ البتہ اگر بریلوی مسلک کی نمائندہ جماعتوں کو سیاسی میدان میں ایک خاص سطح پر accommodate نہ کیا گیا تو وہ زیادہ شدت کے ساتھ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا راستہ اختیار کریں گی۔ اس لیے دوسری مذہبی سیاسی قوتوں اور خاص طور پر دیوبندی قیادت کو چاہیے کہ انھیں سیاسی میدان میں انگیج کر کے مذہبی سیاست کے مرکزی دھارے میں لانے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر محی الدین غازی

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں-۴۰

(۱۳۵) فهم یوزعون کا ترجمہ

یوزعون کا لفظ قرآن مجید میں تین مقامات پر آیا ہے، یہ فعل مضارع ہے، لفظی لحاظ سے اس کا ماضی وزع بھی ہوسکتا ہے اور أوزع بھی ہوسکتا ہے، گوکہ معنوی پہلو سے وزع ہی درست لگتا ہے جس کے معنی روکنے کے ہیں، اور لشکر کو قابو میں رکھنے کے بھی ہیں، جبکہ أوزع کے معنی ترغیب وتوفیق دینے کے ہیں، اہل لغت کے مطابق ایزاع توزیع کے ہم معنی ہوکر تقسیم کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، بہرحال یہ مفہوم اگر ہو بھی تو استعمال میں رائج نہیں ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ تینوں مقامات پر اس لفظ کے مختلف ترجمے کیے گئے ہیں:

(۱) وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ (النمل:۱۷)

''سلیمانؑ کے لیے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے'' (سید مودودی)

''اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے'' (احمد رضا خان)

''اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور قسم وار کیے جاتے تھے'' (فتح محمد جالندھری)

''سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرند میں سے جمع کیے گئے (ہر ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی'' (محمد جوناگڑھی)

''اور سلیمان کے جائزے کے لیے ان کا سارا لشکر، جنوں انسانوں اور پرندوں میں سے، اکٹھا کیا گیا اور ان کی درجہ بندی کی جا رہی تھی'' (امین احسن اصلاحی، یہاں جائزے کے لیے نہیں بلکہ مہم پر نکلنے کے لیے مراد ہے، کیونکہ اس کے فورا بعد ایک مہم پر نکلنے کا تذکرہ ہے)

''اور سلیمان کے لیے اکٹھا کر دیے گئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر، تو وہ پوری طرح منظم تھے'' (امانت اللہ اصلاحی)

(۲) وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ۔(النمل:۸۳)

''اور ذرا تصور کرو اُس دن کا جب ہم ہر امت میں سے ایک فوج اُن لوگوں کی گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کو (ان کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ) مرتب کیا جائے گا'' (سید مودودی)

''اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں'' (احمد رضا خان)

''اور جس روز ہم ہر اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو اُن کی جماعت بندی کی جائے گی'' (فتح محمد جالندھری)

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے گھیر گھار کر لائیں گے، پھر وہ سب کے سب الگ کر دیے جائیں گے'' (محمد جونا گڑھی)

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی ایک فوج اکٹھا کریں گے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے تھے، پس وہ پوری طرح منظّم ہوں گے'' (امانت اللہ اصلاحی)

(۳) وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔(فصلت:۱۹)

''اور ذرا اُس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف جانے کے لیے گھیر لائے جائیں گے، اُن کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا'' (سید مودودی)

''اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے'' (احمد رضا خان)

''اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف چلائے جائیں گے تو ترتیب وار کر لیے جائیں گے'' (فتح محمد جالندھری)

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا'' (محمد جونا گڑھی)

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، پس وہ پوری طرح منظّم ہوں گے'' (امانت اللہ اصلاحی)

مذکورہ ترجموں پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی اسلوب (فهم يوزعون) کا بعض مترجم تینوں مقامات پر الگ الگ ترجمہ کرتے ہیں، مثال کے طور پر صاحب تفہیم نے پہلے مقام پر قابو میں رکھنا، دوسرے مقام پر اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ مرتب کرنا اور تیسرے مقام پر روکنا ترجمہ کیا ہے۔

موخر الذکر دونوں آیتوں کا بہت سے لوگوں نے روکنے کا ترجمہ کیا ہے، وزع کے معنی روکنا ہوتے ہیں مگر وہ روکنا چلتے ہوئے شخص کو روکنا نہیں ہوتا ہے بلکہ کسی کام سے کسی کو باز رکھنا ہوتا ہے۔اسی کو قابو میں رکھنا کہتے ہیں۔

لشکر کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے تو اس کا مفہوم لشکر کو منظّم اور ڈسپلن میں رکھنا ہوتا ہے۔اور یہی مفہوم مذکورہ بالا

تینوں مقامات پر زیادہ بہتر طریقے سے فٹ ہوتا ہے۔

(۱۳۶) غنم کا ترجمہ

غنم کا لفظ قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے، اس لفظ کے اندر بھیڑ اور بکری دونوں شامل ہوتے ہیں، **(الغنم) القطیع من المعز والضأن.** المعجم الوسیط (۶۶۴/۲)

صرف بھیڑ کے لیے ضأن اور صرف بکری کے لیے معز آتا ہے، قرآن مجید میں مذکورہ ذیل ایک مقام پر دونوں ایک ساتھ استعمال ہوئے:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ۔ (الانعام:۱۴۳)

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ)۔ (فتح محمد جالندھری)

ہشت جفت آفریدہ است: از گوسفند دو جفت واز بز دو جفت. (خرمدل)

Eight pairs: Of the sheep twain, and of the goats twain. (Pickthall)

(Take) eight (head of cattle) in (four) pairs: of sheep a pair, and of goats a pair; (Yusuf Ali)

اس آیت کے ترجمے میں ایک غلطی عام طور سے ہوئی ہے اور وہ یہ کہ **ثمانية أزواج** کا ترجمہ آٹھ جوڑے یا آٹھ قسمیں کیا گیا ہے، حالانکہ قسمیں یا جوڑے چار ہیں، البتہ ان چار قسموں کے افراد یا چار جوڑوں کی جوڑیاں آٹھ ہیں۔ اس پہلو سے اوپر درج کئے گئے ترجمے تصحیح طلب معلوم ہوتے ہیں۔ آٹھ قسم، ہشت جفت، Eight pairs لفظ کی صحیح ترجمانی نہیں کرتے۔

اس آیت کے ترجموں کو یہاں ذکر کرنے سے یہ واضح کرنا بھی مقصود ہے کہ عربی کے ان دونوں الفاظ یعنی ضأن اور معز کے مختلف زبانوں میں متبادل الفاظ کیا ہیں۔ ان دونوں الفاظ کے مقابلے میں غنم کا لفظ چونکہ ضأن اور معز یعنی بھیڑ اور بکری دونوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس لیے اس کا ترجمہ صرف بھیڑ یا صرف بکری کرنے سے لفظ غنم کا حق ادا نہیں ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تینوں آیتوں کے ترجموں کا اس پہلو سے جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

(۱) **وَعَلَى الَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلاَّ مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ۔** (الانعام:۱۴۶)

''اور یہودیوں پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گایوں اور بکریوں سے ان کی چربی حرام کر دی تھی سوا اس کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھڑی میں ہو یا ہڈی میں ملی ہو'' (فتح محمد جالندھری)

''(این چیزھائی بود کہ بر شما حرام کردہ ایم) و بر یھودیان ھر (حیوان) ناخنداری (یعنی: درندگان کہ دارای پنجہ ھای قوی، و پرندگان شکاری کہ از چنگال نیرومند برخوردارند) حرام کردہ بودیم، و از گاو و گوسفند (تنھا) پیہ ھا و چربیھای

آنھارابرآنان حرام نموده بودیم، مگر پیه ھاوچربیھائی که بر پشت اینھا یا دراندرونه (ولابلای احشاء وامعاء) قرارداردویا پیه ھاوچربیھائی که آمیزه ی استخوان گردیده است'' (خرمدل)

Unto those who are Jews We forbade every animal with claws. And of the oxen and the sheep forbade We unto them the fat thereof save that upon the backs or the entrails, or that which is mixed with the bone. (Pickthall)

For those who followed the Jewish Law, We forbade every (animal) with undivided hoof, and We forbade them that fat of the ox and the sheep, except what adheres to their backs or their entrails, or is mixed up with a bone. (Yusuf Ali)

(۲) وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ۔ (الانبیاء:۷۸)

''اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے'' (فتح محمد جالندھری)

''(و یاد کن) داود و سلیمان را، ھنگامی که درباره ی کشتزاری که گوسفندان مردمانی، شبانگاھان در آن چریده و تباھش کرده بودند، داوری می کردند، و ما شاھد داوری آنان بودیم'' (خرمدل)

And remember David and Solomon, when they gave judgment in the matter of the field into which the sheep of certain people had strayed by night: We did witness their judgment. (Yusuf Ali)

And David and Solomon, when they gave judgment concerning the field, when people's sheep had strayed and browsed therein by night; and We were witnesses to their judgment.(Pickthall)

(۳) قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي۔ (طہ:۱۸)

''انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں'' (فتح محمد جالندھری)

''پاسخ داد که این عصای من است و بر آن تکیه می کنم و با آن گوسفندانم را می رانم و برای آنھا برگ می ریزم'' (خرمدل)

He said: This is my staff whereon I lean, and wherewith I bear down branches for my sheep, (Pickthall)

He said, "It is my rod: on it I lean; with it I beat down fodder for my flocks;" (Yusuf Ali)

مذکورہ بالا ترجموں کو دیکھنے پر ایک بڑی اہم اور دلچسپ بات سامنے آتی ہے، وہ یہ کہ تمام اردو مترجمین غنم کا ترجمہ بھیڑ نہیں کرکے بکری کرتے ہیں، اور تقریباً تمام انگریزی مترجمین اس کا ترجمہ Sheep کرتے ہیں جس کے معنی بھیڑ کے ہیں، اور تمام فارسی مترجمین اس کا ترجمہ گوسفند کرتے ہیں، جو بھیڑ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ ہندوستان میں بھیڑ کے مقابلے میں بکری کا رواج زیادہ ہے، اس لیے ترجمہ کرتے وقت اس کا اثر زیادہ رہا، جبکہ دوسرے علاقوں میں بھیڑ کا رواج ترجمہ پر اثر انداز رہا۔

مولانا امانت اللہ اصلاحی کا خیال ہے کہ مذکورہ تینوں مقامات پر غنم کا ترجمہ مویشی یا ریوڑ یا ''بھیڑ بکری'' ہونا چاہیے، تاکہ لفظ میں موجود معنی کی وسعت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو۔ غنم ترجمہ کرتے وقت بھیڑ اور بکری دونوں کا ذکر کرنے کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ قرآن مجید میں (جیسا کہ اوپر گزرا) ایک مقام پر صراحت کے ساتھ بھیڑ اور بکری دونوں کا خصوصیت کے ساتھ الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۳۷) اولیاء کا ترجمہ

أولیاء کا لفظ ولی کی جمع ہے، جس کا اصل مطلب دوست ہے، فیروز آبادی لکھتے ہیں:

الوَلْیُ: القُربُ والدُّنُوُّ، المَطَرُ بَعدَ المَطَرِ، وُلِیَتِ الأرضُ، بالضم۔ والوَلِیُّ: الاسمُ منه، والمحبُّ، والصدیقُ والنصیرُ۔ القاموس المحیط

بعض مقامات پر اس کا ترجمہ لوگوں نے معبود اور کارساز وغیرہ بھی کیا ہے، لیکن کبھی محل کلام خود تقاضا کرتا ہے کہ اس لفظ کا ترجمہ دوست کیا جائے، کوئی اور ترجمہ وہاں مناسب نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے ذیل کی آیتوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

(۱) وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ فَیَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیلَ۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ یَنبَغِیْ لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِیَاءَ وَلَكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْماً بُوراً۔ (الفرقان: ۱۷، ۱۸)

''اور وہ وہی دن ہوگا جبکہ (تمہارا رب) اِن لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے اُن معبودوں کو بھی بُلا لے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں، پھر وہ اُن سے پوچھے گا ''کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود راہِ راست سے بھٹک گئے تھے؟'' وہ عرض کریں گے ''پاک ہے آپ کی ذات، ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولا بنائیں مگر آپ نے اِن کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامانِ زندگی دیا حتیٰ کہ یہ سبق بھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے'' (سید مودودی)

قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ یَنبَغِیْ لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِیَاءَ کے مزید ترجمے حسب ذیل ہیں:

''وہ کہیں گے کہ پاک ہے تیری ذات ہمیں یہ حق نہیں تھا کہ ہم تجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مولا بنائیں'' (محمد حسین نجفی)

''وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار (حق) نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں'' (احمد رضا خان)

''کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے'' (احمد علی)

''وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایان نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے'' (فتح محمد جالندھری)

''وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے'' (محمد جوناگڑھی)

(۲) وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ۔ (سبا: ۴۰، ۴۱)

''اور جس دن وہ لوگوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہے گا (پوچھے گا) کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے پاک ہے تیری ذات! تو ہمارا آقا ہے نہ کہ وہ (ہمارا تعلق تجھ سے ہے نہ کہ ان سے) بلکہ یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے ان کی اکثریت انہی پر ایمان واعتقاد رکھتی تھی'' (محمد حسین نجفی)

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم کے مزید ترجمے حسب ذیل ہیں:

''تو وہ جواب دیں گے کہ ''پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ اِن لوگوں سے''۔ (سید مودودی)

''وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ'' (احمد رضا خان)

''وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے۔ نہ یہ'' (فتح محمد جالندھری)

''وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ'' (محمد جوناگڑھی)

''وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ہے ان کے بالمقابل تو ہمارا کارساز ہے'' (امین احسن اصلاحی)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب سوال ان سے کیا جائے گا جن کو لوگ معبود مانتے تھے، تو وہ جواب میں یہ کیوں کہیں گے کہ ہم نے تیرے سوا کسی کو مولا یا سرپرست یا کارساز نہیں بنایا۔ مولی یا سرپرست یا کارساز تو انہیں معبود بنانے والوں نے بنایا تھا، اس سلسلے میں صفائی تو معبود بنانے والوں کو پیش کرنی ہوگی، یہاں تو جن کو معبود بنایا گیا انہوں نے اپنی طرف سے یہ وضاحت پیش کی ہے کہ ہم نے ان سے کوئی دوستی نہیں کی جس کی وجہ سے ہم پر انہیں اس طرح کی کوئی شہ دینے کا کوئی الزام آئے۔

غور طلب بات یہ بھی ہے کہ اکثر حضرات نے دوسری آیت میں ولی کا ترجمہ دوست کیا ہے، لیکن انہیں لوگوں نے پہلی آیت میں اولیاء کا ترجمہ دوست کرنے کے بجائے مولی اور کارساز کیا۔

غرض لفظ کا تقاضا بھی یہی ہے، اور پورے کلام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دونوں مقامات پر دوست ترجمہ کیا جائے۔

(۱۳۸) کلمات کا ترجمہ

مذکورہ ذیل دونوں آیتوں میں کلمات کا لفظ آیا ہے، صاحب تدبر نے اس کا ترجمہ نشانیاں کیا ہے، بعض نے اس سے صفتیں مراد لیا ہے، بعض نے باتیں ترجمہ کیا ہے۔ مولانا امانت اللہ اصلاحی کی رائے ہے کہ لفظ آلاء کی طرح کلمات کا ترجمہ ''کرشمے'' کرنا زیادہ مناسب ہے۔